https://doi.org/10.58352/tis.v47i2.892

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
الثقافة الإسلامية
SZIC
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

خواتین کی معاشی کفالت اور مالی خود مختاری کا تصور (اسلام کی روشنی میں)

THE CONCEPT OF WOMEN'S ECONOMIC SUPPORT AND FINANCIAL INDEPENDENCE IN THE LIGHT OF ISLAM

Shereen Masood Binte Jamil Ahmed
PhD Scholar Department Uloom e Islami,
Federal Urdu University
Abdul Haq Campus, Karachi.

Dr. Hafiz Muhammad Khalid Shafi
Assistant Professor
IBA University Sukkur

Abstract

The establishment of a healthy society is only possible when men and women fulfill their true and natural roles, otherwise the society becomes unbalanced. Nowadays, women are surrounded by more and more problems, among which the biggest problem is their economic support and financial autonomy. While Islam, Islam has protected the rights of women by giving them the status of mother, sister, wife and daughter, providing them with the guarantee of their economic support and providing them with such rights and privileges. An example of which cannot be described in the pages of history .The golden principles of women's financial support are clear through Islamic teachings for the life of Tayyaba (peace be upon him) which is recognized for the entire Humanity of the universal. We will discuss in this paper how Islam solves the Problems of women in the light of Seerat e Tayyaba.

Keywords: *Women, Islamic teachings Financial, Seerat Tayyaba, Issues empowerment.*

ابتدائیہ

اللہ رب العزت نے جنس انسانی کی تخلیق کے بعد اپنی حکمت بالغہ کے تحت اسے دو اصناف یعنی (مرد، عورت) میں تقسیم کر دیا ہے، انسان ہمیشہ سے مدنی الطبع ہے اور صالح پر امن اور منظم معاشرہ اس کی اہم ضرورت ہے، صحت مند معاشرے کا قیام اسی صورت میں ممکن ہے جب مرد وزن اپنا حقیقی و فطری کردار کماحقہ ادا کریں، ورنہ معاشرہ عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے جس کے خطرناک نتائج سے نہ صرف معاشرہ بلکہ معاشرے میں موجود ہر ذات اس سے متاثر ہوتی ہے، ہر ایک کا سکون تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسلام یہ تصور علاً فرماتا ہے کہ جس طرح معاشرے کے لئے مرد کو اہم سمجھا جاتا ہے اسی معاشرے میں عورت کا بھی اہم کردار ہے، اور عورت ماں، بہن، بیٹی، کے روپ میں معاشرے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ عصر حاضر میں عورت اکثر و بیشتر مسائل سے دوچار ہے، ان میں اہم و بڑا مسئلہ اس کی معاشی کفالت اور مالی خود مختاری کا ہے، عورت کو معاشی کفالت پر مبنی مسائل کا سامنا ہوتا نظر آرہا ہے، بعض معاشروں میں بیٹی کی پیدائش کو بوجھ گردانا جاتا ہے، کبھی عورت کو ذاتی ملکیت سمجھتے ہوئے جائیداد بچانے کی خاطر ساری عمر مجرد رکھا جاتا ہے، اور بعض معاشروں میں شادی کے نام پر ایک بڑی رقم کے عوض گویا اسے فروخت کر دیا جاتا ہے، بے جوڑ شادیاں اسی طرز عمل کا شاخسانہ ہیں، شادی کے بعد نان ونفقہ سے متعلق مسائل سامنے آتے ہیں الغرض ایک طرف اسے اس کے جائز حقوق سے بھی محروم کر کے مختلف قسم کی بندشوں میں جکڑا جا رہا ہے تو دوسری جانب حقوق انسانیآزادی نسواں اور عورت مارچ کے دلفریب نعروں سے عورت کو بے قید آزادی دے کر اسے محض تشہیر کا ذریعہ بنایا جارہا ہے۔

اسلام ایسا کامل دین ومذہب ہے جس نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل جب کہ پوری دنیا جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی غیر تہذیب یافتہ اور غیر متمدن تھی اور ہلاکت کے دھانے پہنچ چکی تھی اس وقت اسلام نے ہر شعبہ زندگی بالخصوص خواتین کے حقوق میں اس کی معاشی کفالت کے سلسلے میں وہ انمٹ تاریخ رقم کی اور تعلیمات کا وہ ذخیرہ چھوڑا کہ دنیا اور انسانی حقوق کی تاریخ میں ایک عظیم انقلاب عمل میں آیا۔ تعلیمات نبوی و سیرت طیبہ کی روشنی میں خواتین کی معاشی کفالت کے وہ سنہری اصول واضح ہوتے ہیں کہ جن کے معترف نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی نظر آتے ہیں۔ زیر بحث مقالہ میں خواتین کے معاشی حقوق و کفالت کے حوالے سیرتِ طیبہ کی تعلیمات کی روشنی میں اور جدید و قدیم مصادر سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے علمی و تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔

لفظ "کفالت" کے لغوی معنی و مفہوم:

کفالت کے لغوی معنی "ذمہ داری، ضمانت، ضامنی، بار اٹھانا" ہے[1]۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: جس کا ترجمہ یہ ہے: "ان خالق نے اسے قبول کیا تھا قبول کرنا کیا ہی اچھا اور حضرت سیدنا زکریاؑ کے ذمہ اس کی کفالت فرمائی۔[2] ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ:[3] علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رد المحتار کتاب الکفالۃ میں تحریر کرتے ہیں جس کا مفہوم یوں ہے: لغت میں اس سے مراد "ملالینے" کے ہیں قرآن کریم میں ہے: اور زکریا نے اس کی کفالت کی یعنی اس کو اپنے ساتھ ملالیا اور آپ جو اباً کہا: ہم اور کفیلِ یتیم اِن دونوں انگشت کی مانند قریب ہونگے، تو معنی یتیم کو اپنے ساتھ ملا لینے والا ہے، صاحب درمختار "کفالت" کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (وشرعا(ضم ذمۃ)الکفیل(الیٰ ذمۃ)الاصیل) ترجمہ: "اصیل سے ہٹا کر کفیل کے ذمہ کوئی کام ڈال دینا، یا اصیل سے مطالبہ میں کسی اور کو بھی ذمہ دار ٹھہرا دینا"[4]۔

کفالت کی اقسام:

کفالت المال: یعنی مال کی ذمہ داری اٹھانا، یا ایسی دستاویز جس کے ذریعے کہ کوئی شخص اقرار کرے میں ذمہ دار ہوں۔

کفالت خاص: کسی شخص کا کسی چیز کے نہ دینے یا رکھ چھوڑنے کا اس بناء پر دعوے دار ہونا کہ اس مذکورہ چیز پر محنت یا روپیہ صرف کیا ہے۔
کفالت عامہ: ضمانت کی دستاویز یا ضمانت نامہ کو "کفالت عامہ" کہتے ہیں۔"
کفالت عامہ سے مراد اسلامی مملکت میں آباد ہر فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کا اہتمام ہے"[۵]۔ مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے، کسی کی کفالت کی ہے "کفالت کرنے والا" کی ذمہ داری ہے اس لئے کھانا کھلانے پر بھی یہ لاگو ہوتا ہے بناء بریں کافل اپنے ماتحت افراد کو اکل وشرب، رہن وسہن اور دوسرے خرچ وخرچے میں اپنے ہمراہ لے لیتا ہے، اُن کی باقاعدہ پرورش و نگرانی کرتا ہے تو اس پرورش اور خبر گیری اور اپنے ساتھ ہر چیز میں ملا لینے کی وجہ سے یہ شخص "کافل" یا کفیل کہلائے گا اور جس کی کفیل کفالت کر رہا ہے وہ مکفول کہلائیں گے اور یہ عمل " کفالت" کہلائے گا[۶]۔

لفظ "معاش" کے لغوی معنی و مفہوم:

"معاش کا لفظ عربی زبان کا ہے جس کا اصل "عاشَ" ہے جس کا معنیٰ ہے "زندہ رہنے"، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
فهو فى عيشة الراضية[۷] ترجمہ: "اور وہ خوشگوار زندگی میں ہوگا۔ علامہ راغب اصفہانیؒ مفردات القرآن میں لکھتے ہیں جس معنیٰ ہے: ارشاد باری ہے: "نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي ٱلْحَيَاةِ ٱلدُّنْيَا[الزخرف/ ٣٢]فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكا[طه/ ١٢٤] وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ[الأعراف/ ١٠]وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ[الحجر/ ٢٠]وقال فی اہل الجنۃ:فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ(القارعۃ/٧)[۸](ع ی ش) مخصوص طرح سے اس حیات کو کہا جاتا ہے جب جانوروں میں پایا جاتا ہو جبکہ حرف کے مقابل خاص ہے اس لئے کا حرف جانور ہے، اللہ پاک اور فرشتے تمام کے بابت مستعمل ہوا ہے۔ جبکہ اس سے حرف المعیشت جس کا مفہوم ہے متاع آرائش خورونوش کی وہ اکثر اشیاء جس کی بدولت لائف گذاری جائے قرآن میں ہے: مفہوم یہ ہے "ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا"(مَعِيشَةً ضَنْكاً) اس کی دنیا تنگ ہو جائے گی"(وَجَعَلْنا لَكُمْ فِيها مَعايِشَ) اور ہم ہی نے تمہارے لیے اس میں زیست کے سامان پیدا کر دیئے"(لَكُمْ فِيها مَعايِشَ) "تمہارے لیے اس میں سامان زیست ہے" اور اہل جنت کے متعلق فرمایا(فَهُوَ فِي عِيشَةٍ راضِيَةٍ)" وہ دل پسند عیش میں ہوگا -"کسی کے ہاں کا اصل (ع۔ی۔ش) ہوتا ہے جن کا معنیٰ غذا، روزی کا ہوا"[۹]۔ ابن منظور افریقی لفظ "العیش" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "العیش کے معنی زندگی، یہ عاش یعیش اور عیشۃ سے بنا ہے۔"[۱۰]

اسلام کا نظام کفالت عامہ اور مختلف انسانی طبقات کا اس میں حصہ:

یورپ میں باقاعدہ سماجی تحفظ اسکیم (Social Security Scheme) کا آغاز ۲۰ ویں صدی میں کیا گیا ہے، یورپ کو ناز ہے اس بات پر کہ اس نے کفالت عامہ (Social Security) کا تصور پیش کر کے عاجز اور درماندہ اور محتاج انسانوں پر احسان عظیم کیا ہے اور اس کار خیر کا ہیرو وہ برطانیہ کے وزیر ولیم بیوروج"((William Beveridge,5 March 1879-16 March 1963) کو گردانتے ہیں کہ اس نے ۱۹۴۲ء میں بیورو رپورٹ دنیا کے سامنے پیش کی جس کے ذریعے اہل حاجت کی مدد کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ یورپ کے نزدیک ولیم بیورج کا یہ اقدام ضرورت مندوں کی کفالت کے میدان میں پہلا کارنامہ ہو سکتا ہے لیکن اس کے برعکس قرآن مجید فرقان حمید اور سیرت طیبہ کا جائزہ لیا جائے اس میں کفالت عامہ پر چودہ سو سال قبل واضح احکامات نظر آتے ہیں۔ اسلام نے دنیا کو کفالت کے میدان میں جامع نظام دیا ہے، اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشرے کے یتیم، مسکین، بیوہ، مطلقہ، ضرورت مند، معذور، افراد یا روزگار نہ ملنے کے سبب پریشان کن کسمپرسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہے ہوں تو ایسے ضرورتمند افراد کے معاشی ضروریات کو پورا کرنا اور کفالت اسلامی

ریاست کی اولین ذمہ داریوں میں شامل ہے، اور اسی طرح جو ان کے عزیز و اقرباء ہیں ان کے ذمہ ان کی کفالت ہو گی اور معاشرے کے جو دیگر مالدار اور صاحب ثروت افراد صدقات، زکوٰۃ اور عطیات سے ایسے افراد کی کفالت کا انتظام کریں گے حکم خداوندی ہے: كَيْ لاَ يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ ٱلأَغْنِيَآءِ مِنكُمْ"[12]"وہ تمھارے دولت مندوں ہی کے مابین نہ گھومے"

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ (سورۃ الحشر آیت نمبر ۷) کی تفسیر، تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:"کلام الٰہی کے خاص اصولی آیات میں سے ہے:ترجمہ:"وہ لوگ جو غیب (کی حقیقت) پر یقین رکھنے والے ہوتا ہے اور صلوۃ کی پابندی کرنے والے اور میں نے جو کچھ رزق انھیں دیا اس سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ۔"سورۃ البقرۃ کی ابتداء میں متقین کی بنیادی علامات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا، جس میں " ینفقون'' متقیوں کی تیسری صفت ارشاد ہوئی ہے۔ متقیوں کی یہ تیسری صفت بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ وہ دنیوی اغراض و مقاصد کو پس پشت ڈال کر صرف اللہ کی رضا کی سبب سب کچھ خرچ کرنے کے خاطر تابعدار ہو جاتے ہے، دین کی خاطر جان و مال کی قربانی کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ آیت مبارکہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان کا مطمح نظر دنیوی فائدے اور نقصان تک ہی محدود نہ رہے کلمہ حق بلند کرنے کے لیے اپنا وقت، طاقت، کمائی لوگوں پر خرچ کرے۔ یعنی اہل ایمان کے لئے صرف اللہ کی خوشنودی ان کا مطمح نظر ہے۔ ارشاد ربانی ہے جس کا معنیٰ ہے:ترجمہ:"جو کوئی راہ خدا میں اپنے اموال کو قربان کرے ہیں اس کی مثل اس دانہ کا ہے جس نے ۷ ایسے بالی لگائے ہر خوشے میں سو دانے ہیں ,اور رب جس کے خاطر ارادہ کرے انہیں ڈبل عطاء' فرمائے گا رب بہترین وسیع کرنے والا سب سے زیادہ علم رکھتا ہے"[13]"ترجمہ:"جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کیا اس پر نہ احسان جتاتے ہیں نہ تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے ,اور ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"[14]

عام دستور ہے کہ کسی محتاج کو پیسہ دے کر لوگ اس پر احسان جتاتے ہیں بعض این جی اوز سر عام ان کے پوسٹر عیاں کرتی ہیں اور اس طرح مال دینے کے بعد مال لینے والے کو تکلیف بھی دیتے ہیں، مالکؑ نے یہاں پر ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو اپنے مال کو اس کی راہ میں قربان کرتے ہیں اور صدقہ و خیرات کرنے کے بعد اس شخص پر کوئی احسان نہیں جتلاتے جسے انھوں نے دیا ہو۔ الغرض وہ کسی بھی قول یا فعل کے ساتھ احسان نہیں جتلاتے تو اللہ تعالیٰ ان کو اجر خاص عطا فرمائے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:ترجمہ؛"اے مسلمانو! (خدا کے راستے میں) اپنا کمایا ہوا ہے اسے اچھی اشیاء کو مصرف کرو۔"[15]گزشتہ آیت میں تو احسان جتانے کی ممانعت فرمائی، اب اس آیت میں یہ حکم بھی واضح کیا جارہا ہے راہ خدا میں کیسا مال خرچ کرنا ہے اگر کوئی شخص اپنے مال میں سے ردی و نکمی چیز صدقہ میں دے گا اور اچھی چیز اپنے پاس رکھے گا تو اس کا یہ عمل اسلامی تعلیمات کے قطعی منافی ہے۔ ایسا نہ کرو کہ جو چیز نکمّی اور بیکار ہو اسے خیرات کے نام سے محتاجوں کو دیدو اور سمجھو کہ اس طرح تم نے ثواب کما لیا؟۔

اہل قرابت اور ضرورتمندوں کی کفالت:

تعلیماتِ اسلامی نے خواتین کے حقوق کے ساتھ ساتھ اہل قرابت اور ضرورت مندوں کی کفالت کو اپنی محبت کا وسیلہ بنایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:ترجمہ:"خدا کی محبت میں دولت عزیز، یتیم، مسکین، مسافر، سائل کو اور دوسروں کی بندگی سے آزادی دلانے کے واسطے دے۔"[16]مذکوہ بالا آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نیکی کے باب میں اوّلین مظہر انسانی ہمدردی، انسانیت سے محبت ہے۔ جس کے بغیر نیکی کا تصور ادھورا ہے۔ اگر مسلمان کے پاس عبادات کے انبار لگے ہوں مگر دوسرے مسلمان کے لئے دل میں شقاوت ہو، دکھی انسانیت کی خدمت کے

جذبات سے خالی ہو، ضرورتمند انسان کو دیکھ کر دل نہ پسیجے، کسی کو تکلیف و پریشانی میں مبتلا دیکھ کر تجوری کی طرف ہاتھ نہ بڑھے، تو یہ طرز عمل عبادت کی روح سے بالکل خالی ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: "تم قرابتداروں، محتاجوں کو ان کا حق دو جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ بہتر ہے۔"[۱۷] آیت مبارکہ میں واضح کیا جارہا ہے کہ جو لوگ اللہ رب العزت کی خوشنودی اور رضامندی چاہتے ہیں اور آخرت میں اس کی بقاء اور دیدار کے آرزومند ہیں انھیں چاہیے کہ اس مالک کے دیئے ہوئے مال میں سے نکالیں۔ غرباء کی خبر لیں۔

اپنے اقرباء کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ مساکین و محتاج اور ناداروں کی بھی خبر رکھیں۔ اور ان سے احسان و اچھا برتاؤ کریں اور وہ مسافر جن کے پاس سفر خرچ نہ رہا ہو اس کے ساتھ بھی امداد و اعانت کر کے بھلائی کریں۔ (وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ)[۱۸] ترجمہ: "جو والد چاہتا ہو ان کی اولاد مقرر ہو وقت رضاعت تک دودھ پیئے تو والدہ اپنی اولاد کو پورے چوبیس ماہ دودھ پلاوائیں اس طرح میں بچوں کے والد کو معروف طریقہ سے ماں کو کھانا کپڑا ادا کرنا ہو گا۔" مذکورہ بالا آیات سے اسلام کا نظام کفالت عامہ خوب واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے کہیں والدین کی کفالت کو ایمان کا حصہ قرار دیا، اور کہیں والدین کو اولاد کی کفالت پر اجر و ثواب کی نوید سنائی، کہیں فقراء و مساکین کی کفالت کرنے والوں کو متقین کی فہرست میں شمار فرمایا تو کہیں مسافر و مجاہدین کی کفالت کا حکم فرمایا، الغرض قرآن مجید فرقان حمید کے بے شمار مقامات کفالت کی تعلیم سے لبریز ہے، اور جو بندہ ان سے روگردانی کرے اس کے لیے شدید عذاب کی وعیدوں کا بھی ذکر ہے۔

خواتین کی معاشی کفالت کا اسلامی نظریہ اور اس کی اہمیت تعلیمات اسلام کی روشنی میں:

اِسلام دائمی طور پر مکمل فلاح و بہبود، امن و آشتی پر دائم سوسائٹی و، ریاست کی تعمیر و تشکیل کا خوگر ہے۔ وہ ایک ایسے سماج کا ہے، جس میں تمام افراد کی بنیادی ضرورتیں تکمیل ہو اور اہلِ معاشرہ امن و چین کے ساتھ اپنی حیات بسر کر رہے ہوں۔ یہی وجہ ہے اس نے فوز و فلاح کی تحصیل کو یقینی قائم کرنے کی افرادِ معاشرہ کو ایک دوسروں کے کفیل کا ضامن بنایا اور اُنہیں اِس کی ترغیب دینے کے لیے نیکی و اچھائی کا وعدہ کیا۔ آپ ﷺ کی عالی مرتبت ذات اور سیرتِ طیبہ ہر مسلم بلکہ ہر انسان کے لئے اس کی زندگی کے تقریبا تمام شعبہ جات میں بہترین رہنمائی مہیا کرتی ہے، انسانی زندگی کا کوئی پہلو اور کوئی شعبہ ایسا موجود نہیں ہے جس میں رسولِ اکرم کی حیات مبارکہ سے رہنمائی نہ لی جاسکے، حضور اکرم ﷺ کے تدبر و فراست کے سلسلے میں ایک اہم اور بنیادی بات یہ سمجھ آتی ہے کہ آپ کی جانب سے کئے گئے تمام فیصلے، اور بتائے گئے احکامات اور آپ کے ارشادات دو بنیادوں پر مبنی ہوتے تھے، ایک کی بنیاد وحی اور الہام، اور دوسرے پیغمبرانہ بصیرت و فراست۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم، نبی محتشم، سرور کائنات، باعث تخلیق کائنات، احمدِ مصطفیٰ ﷺ کی کردار مبارک اور تعلیماتِ فوز و صرف نظریہ و عقیدہ تک ہی محدود نہیں بلکہ ایک جامع نظام کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اسلام نے مرد و عورت کو ان کی ساخت و بناوٹ کے اعتبار سے اندرونی و بیرونی ذمے داریاں عائد کی ہیں۔ عورت گھر کے اندرونی معاملات جیسے کہ بچوں کی پیدائش اور ان کی پرورش، تربیت اور گھریلو معاملات کی ذمہ داری دی اور مرد کو اولاد کی حفاظت، نگرانی، معاشی و دیگر ضروریات کی فراہمی کا ذمے دار بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے جس عظیم مقصد کی خاطر انسانوں کو پیدا کیا وہ ہے اللہ کے دین کی پیروی، اور دنیا میں اللہ کے احکام و قوانین کا عادلانہ نظام کا نفاذ یہ عظیم مقاصد، اور وجہ تخلیق انسان تب ہی پورا ہو گا جب انسان اپنے اپنے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے اپنی ذمے داریوں کو احسن طریقہ سے انجام دیں۔ قرآن و سنت، تعلیمات نبوی ﷺ اور شریعت اسلامیہ کے مطالعے سے پتہ چلتاہے کہدین کے سماجی نظامِ زندگی میں عورت کی پرورش بیشتر مرد کے ذمہ ہے۔ آغازِ عروسی سے ہی خاوند اپنا مال خرچ کرنے لگتاہے۔

دین نے زن کو کمائی و معاشی کفالت سے اس طرح آزاد کر دیا ہے کہ جب پیدا ہو تو باپ کفالت کرے، جب شادی ہو تو خاوند کفالت کرے، اگر وہ مر جائے تو بیٹا، اس کے بعد بھائی اس کے بعد قریب ترین رشتہ دار اگر کوئی بھی نہ ہو تو پھر اسلامی حکومت کا فرض ہے عورت کی کفالت کرے۔ یہ بہت بڑی سہولت ہے جو مسلمان عورت کو دی گئی ہے اگر عورت خود اپنی مرضی سے کچھ کام کرنا چاہے تو اس پر پابندی نہیں۔ یہ سہولت عورت کی نزاکت اور جسمانی ساخت اور عزت و وقار کی وجہ سے دی گئی ہے جیسا کہ خاندانی سربراہ (حاکم) ہوتا۔ سو مرد کو قوام بنایا گیا۔ اپنے گھر والوں کی نہ صرف حفاظت و نگرانی بلکہ ان کے لیے کسب معاش کی ذمے داری بھی اسے ہی سونپی گئی۔ فرمانِ ربانی ہے ترجمہ: "آدمی عورت پر حاکم ہے اس وجہ سے کہ خدا پاک نے آدمی اور عورت دونوں کو باہمی طور پر فوقیت دی ہے اور اسی بنیاد پر آدمی اپنا مال مصرف کرتا ہے"[19]

بیٹی اور بہن کی پرورش اور اس کی معاشی کفالت:

یہ ایک تاریخ ساز حقیقت ہے کہ قبل از اسلام عالمی تہذیبوں اور مختلف ادیان و مذاہب میں صنفِ نازک کو مرد کے مقابلے میں دوسرے درجے کی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ جب کہ دین اسلام کے مرکز اول عرب کے عام قبائل میں صنف نازک کے لیے حقوق کا کوئی تصور نہ تھا لیکن بعض قبیلوں میں تو اس کے وجود سے نفرت کی جاتی تھی۔ خاص طور پر بعض قبائل اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کیا کرتے اگر ان کے ہاں کسی کو لڑکی خوشخبری ملتی تو گویا ان پر آفت گری ہو، "علامہ محمود آلوسیؒ ان ناجائز رسوم کی وجہ بیان کرتے ہیں: چند قبائل وہ تھے جو بھوک و افلاس اور تنگدستی کے سبب اولاد خاص طور پر بیٹیوں کو مار دیا کرتے ایسا ہونے والے بیشتر قبیلوں سے متعلق تھے جو غربت اور مسکنت میں تھے"[20]۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اس منظر کی عکاسی کرتے ہوئے فرمایا: ترجمہ: "اور جب عرب میں بچی (پیدا ہونے) کی خبر دی جاتی تو ان کے چہرے (بناء پر تاسف) سیاہ پڑ جاتا وہ دُکھ سے بھرا ہوا ہو جاتا۔"[21] اسلام نے سب سے پہلے عرب معاشرے میں غربت و افلاس، معاشی کفالت کے اندیشے کے تحت معصوم و نومولود زندہ بچیوں کر در گور کئے جانے کی مکروہ اور قبیح رسم کا قلع قمع کیا اور بہن بیٹیوں کے قتل کو نہایت ہی قبیح گناہ شمار کیا اور دوسری جانب پیغمبر ﷺ کی تعلیم نے صنف نازک کے سے ہمدردی و غمگساری کی وہ ترغیب دی کہ بچیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار پائیں اور ان کا وجود ماں باپ کے لیے جنت کی نوید بن گیا۔ رحمۃ اللعالمین سرکار دوجہاں ﷺ نے لڑکی کو ہر وہ درست حقوق عطاء کیا جس کی وہ حقدار رہے، ان کو علم دلانے اور نشو و نما اور اس کی بہترین پرورش کی تاکید فرمائی اور اس کے ساتھ اس کی تعلیم و تربیت اور ان کی بہترین کفالت کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی تاکہ معاشرے میں ان کے لئے حقارت آمیز جو رویہ تھا وہ ختم ہو سکے اور ایک بیٹی، لڑکی اس معاشرے میں عزت کی زندگی گزار سکے ۔ آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ترجمہ: "جن کے ہاں اگر لڑکیاں، یا ۳ بہنیں، یا دو لڑکیاں، یا دو بہنیں ہو، وہ ان سے اچھا برتاؤ کرے اور ان کے حق کے حوالے سے اللہ سے ڈرے تو اس کے لیے بہشت ہے۔"[22]

پیدائش زن کی سنِ بالغ تک کا دور کم فہمی کے نام سے موسوم کیا ہے آغازِ زندگی کے نقوش خواہ فرحت و شادمانی کے ہوں یا حزن و ملال کے، ہمیشہ گہرے اور پائیدار ہوتے ہیں، اور یہی ابتدائی نقوش مسلسل ترقی کرتے رہتے ہیں۔ بنابریں اسلامی تعلیمات نے اس دور میں پھول جیسی نازک بچیوں کی عمدہ کفالت و نگہداشت پر جنت کی بشارت عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کا فرمان سنن ابن ابی داود میں اس طرح روایت ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال ثلاث بناتٍ فادبھن وروجھن واحسن الیھن فلہ الجنۃ[23] ترجمہ: "جو تین لڑکیوں کی پروش کرے اور انہیں ادب سکھلایا اور ان کا نکاح کرایا اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو وہ جنت کا مستحق ہے۔"

قبل از اسلام دورِ جاہلیت میں بچیوں کی ولادت، کچھ ننگ و عار کے باعث انہیں زندہ در گور کر دیتے اور جو بچ جاتیں وہ گھر والوں کی الفت و محبت، عمدہ تعلیم و تربیت اور حسن سلوک سے یکسر محروم رہتی تھیں۔ لوگ اپنے بیٹوں کو اپنی بیٹیوں پر ترجیح دیتے تھے، آپ ﷺ نے ان تمام تفریقات کو نیست و نابود کیا اور ان کی عمدہ تعلیم و تربیت اور حسن سلوک کو پروانہ جنت قرار دیا۔ بیٹی اور بہن کی پرورش اور ان کی کفالت اور ان کے نکاح کرتے وقت کبھی کوئی پریشانی آئے اور اس پریشانی پر جو انسان صبر کرتا ہے اس کے لئے بھی حضور اکرم ﷺ نے بہشت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ (لَہٗ ثَلَاثفصبَرَعَلَی لَأْوَائِہِنَّ، وَضَرَّائِہِنَّ، وَسَرَّائِہِنَّ، أَدْخَلَھَاللہُ الْجَنَّۃَ بِفَضْلِ رَحْمَتِہِ إِيَّاهُنَّ"، فَقَالَ رَجُلٌ: أَوْ ثِنْتَانِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: "أَوِ اثِنْتَانِ" فَقَالَ رَجُلٌ: أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: "أَوْ وَاحِدَةٌ")[۲۴] ترجمہ: "جس کسی کے تین لڑکیاں ہوں اور وہ شخص ان کی تکلیف اور معاشی پریشانیوں پر صبر کرے تو ان کے ساتھ ہمدردی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔ اس پر کسی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! اگر کسی کے دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو؟ فرمایا: دو لڑکیاں ہوں تو بھی (اللہ اسے جنت عطا فرمائے گا)۔ پھر کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر ایک ہی ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: گرچہ ایک ہی ہو (تو بھی اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا)۔ (مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ)[۲۵] ترجمہ: ":"جو شخص لڑکیوں کی پرورش کے حوالے سے آزمائش سے ۲، ۴ ہو، پھر ان کے پالنے سے آنے والی مصیبتوں پر استقامت کرے تو یہ تمام لڑکیاں اس کے لیے جہنم سے آڑ بنیں گی"۔ بہن بیٹیوں کی عمدہ کفالت و نگہداشت کرنے والے شخص کے لیے نہ صرف جنت کا وعدہ کیا گیا بلکہ اپنی مقدس رفاقت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

ترجمہ؛" جس نے دو لڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے"، اور آپ نے کیفیت بتانے کے لیے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا[۲۶]۔ مذکوہ بالا احادیث میں تو بچپن سے بلوغت تک معاشی کفالت، پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت کا حکم دیا گیا ان احادیث مبارکہ میں تعلیم و تربیت، ادب اور حسن سلوک کے ساتھ ان کے لئے مناسب رشتہ دیکھ کر شادی کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے، اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ انہیں جنت جیسی لازوال نعمت سے بہرور فرمائیگا۔

بیوی کی معاشی کفالت، ایک دینی و معاشرتی فریضہ:

دینِ فطرت دائمی و ابدی ضابطۂ حیات ہے جس میں فطری اعتبار سے جذبۂ خلقی کے بجائے خاتمہ کے فطری جوش اور ولولہ میں آباد و بسے ہوئے خصوصیات، طور، صفات، و خوبی کو بہتر رخ کی جانب کر دیا، انسانی خواہشات کو مکمل کرنے اور زن و مرد کو جب بدونِ عقد کے ناجائز ملنے سے سختی سے روک دیا گیا اور اس پر سخت وعیدیں فرمائی گئی ہیں، ان چیزوں کو مکمل کرنے سے نکاح کا جائز اور صاف رشتہ نعمت کے واسطے دیا، تاکہ کسی انسان کو آوارہ گردی کو جائز کرنے کے لئے ناجائز آلہ نہ مل سکے۔ عورت، مرد دونوں کے باہمی صاف و پاک عقد کو اچھا بنانے کی خاطر ان دونوں پر کچھ ذمہ داری عائد ہوتی اور جو فرائض مرد پر لازمی ہے، ان کی زوجہ کا حق ہے اور عورت پر لازمی ہے، وہ اس کے خاوند کے حقوق ہیں، اگر ہر دو فریق اپنی ذمہ داری کو جائز طریقہ پر بجالائے تو آج سماج کے تمام فساد خاتمہ ممکن ہو۔ اپنے فرائضِ منصبی میں غفلت سے سماج کے دیگر کے حقوق تلف ہونے لگتے ہیں اور بدمزگی کی فضا قائم ہو کر فیملی کو برباد کر دے گی۔ قرآنِ مجید میں مرد و عورت، ہر دو کے حقوق کو بہترین میں ایک ہی سطر میں اس طرح بیان کر دیا کہ ایجاز و اطناب کی تمام رعنائیاں ایک وقت سمیٹ کر اس خوبرو انداز میں جھلکنے لگتی ہیں۔

چناں چہ ارشاد: ”وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ، وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ“[۲۷]۔ ترجمہ ”بیویاں حقدار ہے، جس طرح کہ شوہروں ان پر حقدار ہے معروف طریقہ پر، اور آدمی کو عورت پر افضلیت ہے خدا بہترین، مدبر ہے“۔ اسلام نے بیوی کے روپ میں بھی عورت کو ایک اعلیٰ مقام عطا کیا۔ شوہر کے سکون کا موجب اسے بنایا گیا اور بیٹی و بہن کو باپ بھائی کی عزت قرار دیا گیا۔ مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے

ہیں "ساری برکتیں خاندان کو صرف عورت کی بدولت حاصل ہوئی ہیں اگر عورت کو اس کی جگہ سے ہٹا کر کسی کارخانہ یا دفتر میں بھیج دیا جائے تو خاندان کے اندر اس کے سبب جو جگہ خالی ہوگی اس کو آپ کسی اور طرح سے پر نہیں کر سکتے، دفتروں اور کارخانوں کے لئے آپ کو ہر ساخت اور قابلیت کے لاکھوں کروڑوں آدمی مل سکیں گے لیکن گھر کے اندر جو جگہ خالی کرے گی اس کو بھرنے کے لئے آسمان کے نیچے اس کے سوا کسی اور کو پیدا نہیں کیا"[۲۸]۔ اسلام نے عورت پر مال خرچ کرنے کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے تاکہ وہ معاشی جھمیلوں سے آزاد رہ کر نسل نو کی پرورش و تربیت کا کام سرانجام دے"[۲۹]۔ اسلام عورت کو گھریلو ملازمہ نہیں بلکہ گھر کی ملکہ قرار دیتا ہے اس نے کسب معاش کی ذمہ داری یعنی مشکل ترین کام مرد کے سپرد کیا جبکہ اس کے گھر کا انتظام وانصرام احسن طریقے سے چلانے کا فریضہ عورت پر عائد کیا، مرد کو سربراہ خاندان ہونے کے ناطے تمام قسم کے گھریلو اخراجات بشمول خاتون خانہ کے اخراجات پورے کرنے کا پابند بنایا ہے اور بیوی کی زیادہ تر معاش کی ضرورتیں معروف قاعدے پر خاوند کے اوپر دی گئیں۔ جیسا کہ سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد کے مطابق: ترجمہ: "جس طرح آپ طعام کرو تو انہیں بھی دو، اور جس طرح آپ زیب تن کرو تو اس کو بھی پہناؤ، اور اسے چہرے پر نہ مار اور اس کو برا بھلا نہیں کہہ۔[۳۰]۔ اپنے آخری خطبہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی معاشی کفالت اور اس حوالے سے مردوں پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ، وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ)[۳۱] ترجمہ: "اور تمھارے ذمے ان (عورتوں) کو اچھے طریقے سے کھلانا اور پہنانا ہے۔"

خواتین کے نان ونفقہ کا بندوبست کرنا:

دوسری اصطلاح میں جو کفالت کے ہم معنی میں استعمال ہوتی ہے وہ "نفقات" ہے صاحب بحر ابن نجیمؒ لغوی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "هي في اللغة ما ينفق الانسان على عياله ونحوذالک"[۳۲] لغت میں نفقہ اسے کہتے ہیں جو کہ انسان اپنے اہل وعیال یا دیگر پر خرچ کرے"۔ اور شرعی اصطلاح میں نفقہ سے مراد کھانا، کپڑا، رہائش یہ نفقہ ہے کے نزدیک ایک شخص کا دوسرے کی محنت کے معاوضہ میں اس کی ضروریات زندگی فراہم کرنا نفقہ کہلاتا ہے"[۳۳]۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: "أنهاجزاءالاحتبس، وكل محبوس لمنفعة غيره يلزمه نفقته كمفتي وقاضٍ ووصي"[۳۴] نفقہ کے معنیٰ وہ خرچ واخراجات اور معاشی کفالت، جو خاوند کے ذمہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو دے، ان میں اس کا طعام وقیام، لباس کی اشیاء ضروریہ شامل ہوتی ہے۔ جس کی تعیین دونوں پر معروف ترتیب سے ہے، شرعی اعتبار سے مخصوص اندازہ متعین نہ، بلکہ درمیانہ اعتبار سے خرچ کرنا خاوند پر لازمی ہے۔ اسی وجہ سے لازمی ہے کہ عورت اس کے لیے اس کے ہاں حصار میں ہے۔ چنانچہ علامہ علاء الدین کاسانیؒ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں جس کا مفہوم یوں ہے "ہمارے اصحاب نے کہا ہے (خواتین کی معاشی کفالت کے حوالے سے) کہ نان نفقے کا اندازے کا تعین نہیں، یہاں تک کہ اتنے اندازے کے موافق دیا جائے جس سے بیوی کو کفایت ہو، جب یہ کفایت کے مطابق لازم ہو تو خاوند پر اس جتنا طعام، ترکاری اور تیل مہیا کرنا لازمی ہے جو عورت کو کافی ہو سکے اس لئے بدون ترکاری کے روٹی نہیں کھائی جاسکتی اور خواتین کو تیل فراہم کرنا بھی ضروری ہے، درہم و دینار (روپیہ) بذریعہ نان کے اندازہ متعین نہیں کی گئی؛ کیوں کہ ان میں زوجین میں ایک کو ضرر ہو گا، اس لئے کہ قیمتیں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں (نقدی نفقے کا اندازہ متعین کیا گیا) قیمت کے اتار چڑھاؤ کو مقابل رکھ کر نفقہ متعین کیا گیا؛ اس لیے فریقین رعایت مد نظر رہے۔"[۳۵]

اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے کسی عورت کو نکاح میں قبول کرتے ہی اس کے نفقہ ونان کی مکمل ذمہ داری شوہر پر ہے جس سے وہ مرتے دم تک سبکدوش نہیں ہو سکتا، لیکن اگر عورت کو ایسا شوہر میسر آجائے جو نفقہ دینے میں کنجوسی کرتا ہے تو بیوی کے لئے شوہر کے مال سے بقدر ضرورت نکال لینا درست ہے، تاکہ وہ اپنی اور اپنی اولاد کی معاشی ضروریات پوری کر سکے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں موجود ہے۔ (هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ---الخ[۳۶] ترجمہ: "عتبہ کی بیٹی ہند نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ابی سفیانؓ (خاوند) کنجوس آدمی ہے اور زیادہ خرچہ نہیں دیتے جو مجھ اور میرے اولاد کی کفایت کرے، رسول اللہ ﷺ وسلم نے حکم دیا، آپ اتنا لے لیا کریں جو آپ کے لئے کافی ہو، دستور کے

موافق ہو۔" کان محمدصلی اللہ علیہ وسلم یعودنی عام حجۃ الوداع من وجع اشتد بی فقلت انی بی واناا یرثنی الا ابنۃ، افاتصدق بثلثی مالی قال"لا".فقلتبالشطر فقال "لا"ثم قال" الثلث والثلث کبیر،او کثیر۔انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرہم عالۃ یتکففون الناس،نفقۃ تبتغی بہا وجہ اللہ الا اجرت بہا، حتی ما تجعل فی فی امراتک[۳۷] ترجمہ: "حضرت سعد راوی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ آخری خطبہ والے سال میرے ہاں تشریف لائے۔ میں انتہائی علیل تھا، عرض کیا کہ: "میری بیماری شدید ہو چکی، میرے ہاں دولت، مال کثیر ہے، میری بچی صرف ایک ہے، آیا اپنے دو تہائی دولت صرف کروں؟ آپ ﷺ نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: آدھا۔ آپ ﷺ نے کہا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تیسرا حصہ خرچ کرنا کافی ہے، یہ بھی بڑا صدقہ ہے یا بہت خیرات ہے۔ بالفرض آپ اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جاؤ گے بہتر یہ ہو گا، تم انہیں ضرور تمند چھوڑ دو، ہاتھ پھیلاتے پھریں، خدا کی خوشنودی کے واسطے جو کچھ صدقہ کرو گے، اس پر اجر پاؤ گے یہاں تک کہ تم جو اپنی محترمہ کے دہن میں ڈالو گے۔

خواتین کی معاشی کفالت اور اسلام کا زریں اصول:

حضور اکرم ﷺ اپنی تعلیمات میں نے اسلام کے وہ زریں اصول بیان کیے ہیں جو کہ عائلی، سماجی معاشرتی اجتماعی زندگی کی جان ہے۔ جس سے ہماری شریعت کے مزاج کا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی اتباع کرنے والوں سے کس طرح کی زندگی کا مطالبہ کرتی ہے۔ خداوند تعالیٰ خود شارع ہے اور اس نے اپنی تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ انسانوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ اس لیے انسان کی طبیعت میں فطری طور پر جو رجحانات اور صلاحیتیں موجود ہیں خداوند تعالیٰ اپنے احکام و اوامر میں انہیں نظر انداز نہیں فرماتا۔ شریعت میں معاد و معاش سے متعلق جن احکام پر عمل کرنے کا ہمیں حکم ہے ان کی غرض یہ تھا خدا کی عبادت اس کی رضا کے مطابق ہو سکے اور زمین میں شر و فساد نہ پھیلے۔ اہل و عیال پر خرچ کرنے کی اہمیت اور اس پر اجر و ثواب کا استحقاق صلہ رحمی اور خاندانی نظام کی اہمیت کے پیش نظر ہے کہ جن پر معاشرہ کی صلاح و بقا کا مدار ہے۔ حدیث کا یہ حصہ کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ دے تو اس پر بھی اجر و ثواب ملے گا۔ ملاحظہ فرمایئے: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ۔۔۔الخ[۳۸] ترجمہ: "رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: "اچھی خیرات یہ ہوتا ہے جنہیں دینے پر خاوند مالدار ہی رہے اور ابتداء ان سے کرو جو آپ کی زیر دست میں ہو جن کے طعام و پہنانے میں کے تمھاری ذمہ داری ہے۔"

بیوہ خاتون کی معاشی کفالت:

"بیوہ" جس کا شوہر وفات پا جائے۔ بیوہ کے لئے شوہر کا دنیا سے چلے جانا بڑا صبر آزما مرحلہ ہوتا ہے۔ ایسی عورت کو بچوں کی پرورش، تنہائی، گھریلو اخراجات، جیسے اہم مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ جس بیوہ عورت کو دوسروں نے نکال دیا ہو دین اسلام نے ایسے حالات میں بھی عورت کو تنہا نہیں چھوڑا، بلکہ عزت و احترام کے ساتھ معاشرے زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا معاشرے کے افراد کو حکم دیا کہ اُس کے مخلص شریک حیات بن کر دوبارہ شرف و عنایت بخشو جس کے سایہ سے وہ محروم ہو گئی ہے۔ چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے: (وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ)[۳۹] "ترجمہ: تم اپنے میں سے بغیر شوہر والی عورتوں سے نکاح کرو!" مفسرین کرام مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مذکورہ آیت میں دراصل لفظ "ایامیٰ" مستعمل ہے جس سے عموماً لوگ فقط بیوہ عورتوں کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔"[۴۰] خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے بعد خواتین نے ایک نئی تاریخ رقم کی جس کی نظیر قبل ازیں تاریخ میں نہ تھی، خود پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی مکمل زندگی شاندار نمونہ اور بہترین اسوہ ہے۔ آپ نے جہاں خواتین کو معاشرے میں باعزت زندگی اور اعلیٰ مقام عطا کیا، خواتین کو ہر قسم کے بے بنیاد الزامات سے بری قرار دیا اور طنز و تشنیع کا نشانہ بننے سے ان کا تحفظ کیا جو مختلف معاشروں، انسانی سوسائٹیوں اور اقوام میں ان کی تحقیر و تذلیل، رسوائی اور حقوق سے محرومی کا سبب بن رہے تھے یا آج تک بنتے چلے آرہے ہیں۔

وہیں دوسری جانب ان کی معاشی کفالت کا باوقار انداز میں انتظام بھی فرمایا، اس حوالے سے وہ تعلیمات عطا فرمائیں جو خواتین کی معاشی کفالت کے حوالے سے رشد وہدایت کا سرچشمہ اور مینارہ نور ہیں، بلاشبہ آپ ﷺ کی یہ بے مثال تعلیمات تاریخ کے ہر دور میں خواتین کی معاشی کفالت کی یقینی ضمانت اور ان کے حقوق کی ضامن ہیں۔ ان سے صرف نظر کر کے کوئی معاشرہ انسانی معاشرہ اور فلاحی سوسائٹی کہلانے کا حق دار نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ہدایت یافتہ معاشرے میں کسی بیوہ کو مرد کے سہارے کے بغیر تنہا چھوڑ دینا ناپسندیدہ تھا، آپ نے بیوگی اور طلاق کی صورت میں بے بسی و بے کسی کی زندگی گزارنے کے مسائل سے بھی ان کی حفاظت کی آپ نے بیوہ عورت کے مسائل حل کرنے والوں کو جہاد کرنے والوں کی مانند قرار دیا۔ آپ نے فرمایا: مفہوم یہ ہے: "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بیوہ زن اور مساکین کی خاطر سعی کرنے والا اللہ کے راستے میں مجاہد کی مانند ہوتا ہے (روایت کرنے والا کہتا ہے) میرا خیال ہے کہا اللہ کے رسول نے کہا: وہ آدمی اُس قیام کرنے والے کی مانند ہے جو تھکتا نہیں اور اُس صائم کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔" نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف اس امر کی تاکید فرمائی بلکہ عملی نمونہ بھی پیش کیا کہ کوئی عورت بیوہ ہو جائے، اپنے پیچھے یتیم بچے چھوڑ جائے، یا مرد طلاق دے دے، تو ایسی عورتوں کی دلجوئی کریں، ضرورتوں کا خیال رکھیں، نکاح کرلیں، اور ان کے بچوں کی اچھی پرورش کریں۔ خود رسول کریمؐ نے کئی مطلقہ اور بیوہ خواتین سے نکاح کیے اور ان بے سہارا خواتین کا سہارا بننے کے ساتھ دین اسلام کی تبلیغ و دعوت کے کاموں میں مدد لی۔

دیگر خواتین کی معاشی کفالت:

خواتین کے معاشی حقوق کے حوالے سے سیرتِ طیبہ میں جابجا عالم انسانیت کو راہ نمائی ملتی چناں چہ ارشاد باری ہے: (مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ أَوْ أُخْتَيْنِ أَوْ خَالَتَيْنِ أَوْ عَمَّتَيْنِ أَوْ جَدَّتَيْنِ فَهُوَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَضَمَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ) ترجمہ: "جس نے دو بیٹیوں، دو بہنوں، دو خالاؤں، دو پھوپھیوں یا نانی اور دادی کی کفالت کی وہ شخص میرے ساتھ بہشت میں ہوں گا، رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملایا[41]۔

اسلامی معاشرے میں یتیم بچیوں کی معاشی کفالت:

اسلام نے یتیموں کی کفالت، ان کے ساتھ حسن سلوک، اور ان کے مال کے متعلق احکامات قرآن و حدیث میں خوب واضح کیا ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ کلام الٰہی میں تیئیس ۲۳ مختلف مقامات پر یتیم بچے کے معاملات کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ساتھ حسن معاملات، کرنے اور یتیم پر ظلم و زیادتی، ناانصافی، حق تلفی، کرنے والے، مال غصب کرنے والوں کے متعلق بھی بیان کیا گیا ہے۔ یتیم ہر ایسے بچے کو کہا جاتا ہے جس کا والد قبل از سنِ بلوغت ہونے سے پہلے وفات پا جائے۔ اور "یتیم الابوین" ایسے بچے یا بچیوں کے لئے بولا جاتا ہے جن کے والدین اس کے بالغ ہونے سے پہلے ہی اس دنیا سے کوچ کر جائیں۔ لہذا اسلام نے یتیم کی پرورش کرنے کو اسلامی معاشرے اور خاندان کی کی اجتماعی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے یتیم بچے بچیوں کی کفیل بننے والے کو بہشت میں اپنا ساتھی قرار دیا ہے: (قَالَ رَسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم: كَافِلُ الْيَتِيمِ لَه أَوْ لِغَيْرِه أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى)[42] ترجمہ: "حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یتیم کی کفالت کرنے والا شخص، اگرچہ ان کا اس رشتہ ہو یا نہ ہو، وہ اور میں بہشت میں ایسے ہوں گے۔ راوی نے درمیانی انگلی اور سبابہ کی انگلی ملا کر اشارہ کیا۔" حضور اکرم ﷺ نے یتیم بچے بچیوں کی کفالت کرنے کے عمل کو گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے: ترجمہ: "حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان یتیم بچے کے کھانے پینے کی کفالت کرے اللہ تعالیٰ ضرور اُسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اس کے کہ وہ کوئی ایسا (شرک جیسا)

گناہ کرے جس کی بخشش نہ ہو۔"۴۳ ایسے معاشرے میں جس کے زیر سایہ کوئی یتیم ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس یتیم کی اچھی پرورش کرے آپ ﷺ نے فرمایا:ترجمہ:" حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں وہ پہلا شخص ہوں جس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا مگر یہ کہ ایک عورت جلدی سے میرے پاس آئے گی، میں اُس سے پوچھوں گا: تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ تم کون ہو؟ وہ عرض کرے گی: میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لئے بیٹھی رہی (دوسرا نکاح نہیں کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جنت میں داخل فرمادیں گے)۔"44

آپ ﷺ نے ایسے گھر کو بہتر گھر قرار دیا جہاں یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو اور ایسے گھر کو بدترین گھر قرار دیا جس گھر میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے "ترجمہ:" حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ نیک سلوک کیا جاتا ہو اور سب سے بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور وہاں اُس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو "ترجمہ:" حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھا تو اُس کے لئے ہر اُس بال کے بدلے نیکیاں ہیں جس، جس اُس کا ہاتھ لگا تھا۔ جس نے اپنی زیر کفالت کوئی بھی یتیم بچی یا بچے کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ اور میں جنت میں اِس طرح ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی میں تھوڑا سا فاصلہ رکھا"۔ پوری دنیا میں اس وقت چھ ارب سے زائد لوگ بستے ہیں لیکن ان میں سے ۱۵ کروڑ ۳۰ لاکھ سے زائد بچے، بچیاں یتیم ہیں۔ پاکستان میں ۴۵ لاکھ سے زائد بچے بچیاں یتیم ہیں۔ احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ غریب یتیم بچے بچیوں کی معاشی کفالت کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ ہر مسلمان کی اخلاقی اور دینی ذمہ داری ہے کہ وہ یتیم اور غریب بچوں کی کفالت کرے۔ بالخصوص یتیم بچیوں کی کفالت اسلامی معاشرے کی دینی واجتماعی ذمہ داری ہے۔

دیگر مذاہب میں خواتین کے معاشی مسائل:

اگر اسلام کے سوا دیگر ادیان و مذاہب کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہے خواتین کی معاشی کفالت کے حوالے سے اسلام کا دامن سب سے وسیع ہے، دین اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ نے خواتین کی معاشی کفالت کے حوالے سے جو تعلیمات دین ہیں وہ بلاشبہ منفرد اور بنیادی اہمیت کی حامل ہیں جب کہ دیگر ادیان و مذاہب میں معاشی کفالت کا یہ تصور اور مثالی نظام موجود نہیں۔ ہندوؤں میں جابجا خواتین اور ذات پات کے اعتبار سے تقسیم جائیداد کے کئی طریقے ہیں ان میں یہ صاف طور پر تحریر ہے کہ عورتوں کو جائیداد سے یا تو بالکل محروم رکھا گیا یا پھر آدمی کے مقابلے میں کم تر حصہ دیا گیا ہے جس بنیادی وجہ یہی ہے کہ عورت کو ہندو سماج میں ہمیشہ کم سے کم حقوق دیئے گئے اسکو ہر اعتبار میں غلام رکھنا پسندیدہ سمجھا جاتا ہے[۴۳]۔ جب کہ یہودیت میں بیٹی کا مقام بعد از پوتوں کا ہے بالفرض کسی میت کا نرینہ اولاد نہ ہو تو یہ میراث اس کے پوتے کا ہوتا ہے، اسی طرح اگر اس کا پوتا بھی نہیں ہے تو بایں وقت میراث بچی کا ہوتا ہے[۴۴]۔ قانون روما میں بیٹیاں بیٹوں کے ساتھ شریک تھیں البتہ شادی شدہ بیٹیاں جو باپ کے اقتدار پدری کے تحت نہ ہوتی تھیں اور اپنے خاوندوں کی ملک نکاح میں ہوتی تھیں، محروم الارث تصور کی جاتی تھیں۔

خواتین کی معاشی کفالت کے متعلق عالمی مذاہب کے مفکرین اور غیر مسلموں کی آراء کا جائزہ:

معروف فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاولی بان "اسلام کا اثر مشرقی عورتوں پر" علمی موضوع کے حوالے سے رقمطراز ہیں: "تعلیماتِ اسلامی نے مسلمان عورت کی معاشی، معاشرتی و دیگر حالتوں پر انتہائی مفید اور گہرے نقوش ڈالے ہے، ان کو ذلت و رسوائی کے اندھیر تاریکیوں سے رفعت وبلندی اور وقار سے سرشار کیا اور زیادہ تر زندگی کے تمام میدان میں حقوق و عزت افزائی سے ہم کنار کیا، چناں چہ، قرآنِ کریم کا اساسی قانون وراثت و عورتوں کے تمام حقوق یورپ کے قانون وراثت و حقوق نسواں کے تقابل میں بہت وسیع تر مفید اور بے شمار فطرت سے زیادہ

قریب ہے "[۴۵]۔ پروفیسر راما کرشناراو نے اپنی کتاب " اسلام کے پیغمبر " میں لکھتے ہیں: عربوں کی ایک مضبور رائے تھی کہ وہی وارث کاحقدار ہوسکتا ہے جو برچھے کے ذریعہ کھیل سکے اور سیفِ بے نیام استعمال کر سکے، لیکن اسلامی تعلیمات ہمیشہ کمزوروں ناچاروں و ناداروں کا بھرپور دفاع کرتا ہے اور زن کو والدین کے ورثے میں مقررہ حق دیتا ہے، دینِ اسلام صدیوں پہلے عورتوں کو جائیداد رکھنے کا اپنا مقررہ حصہ دے چکا ہے، لیکن تیرہ صدیاں کا طویل عرصے کے بعد اٹھارہ سو اکیاسی میں برطانیہ نے جو جمہوریت کا موسس سمجھا جارہا ہے دینِ اسلام کے ان بنیادی احکامات کو اپنایا یہاں تک کہ ایک قانون بنایا جسے "لاء آف میرڈ وومینز" سے منسوب کیا گیا[۴۶]۔

مسٹر پیئر کریپٹس کا بیان ہے: "محمد "ﷺ" نے حقوقِ نسواں کے حوالے سے ایسا تحفظ فراہم کیا کہ قبل ازیں کسی نہیں کی تھی، جس کی باقاعدہ قانونی ہستی قائم ہوئی جس کی بدولت وہ مال کی وراثت میں حصہ کی حق دار ہوئی"[۴۷]۔ جنزل گلپ پاشا اپنی کتاب "The Life and times of Mohammad" میں لکھتے ہیں: "مالی اور معاشی طور پر رسالت مآب ﷺ کی تعلیمات نے عورت کی مدد اس طرح فرمائی وہ میراث کے ایک مقرر کردہ حصہ کی مالک ٹھہرائی گئی۔ اپنے ماں باپ کی جائیداد کے وارثوں میں عورت کو شامل کیا گیا، جب کہ اسلام سے قبل صرف بیٹے ماں باپ کی جائیداد کے وارث ہوتے تھے۔"[۴۸] مغربی مفکر ایچ اسٹپ رقمطراز ہے: "صدیوں پر محیط ایک طویل سلسلہ ہے جس میں مغرب کی عورت کو اپنے باپ دادا کی جائیداد میں کوئی حصہ نہ مل سکتا تھا، وہ ان کی قانونی حقدار نہیں سمجھی جاتی تھیں۔۔۔ محمد ﷺ نے عورت کو معاشی کفالت کی بنیاد پر قانونی سطح پر یہ مرتبہ بخشا کہ وہ اپنے والد کی جائیداد میں حصہ دار ہے"[۴۹]

خلاصہ بحث:

دین اسلام کی روشن تعلیمات اور محسن انسانیت امام الانبیاء احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وآلہ وسلم، کی سیرت طیبہ سچائیوں اور حقائق پر مبنی علوم کی ایک ایسی درس گاہ ہے جو تمام نسل آدم کو دُنیا میں امن، چین اور، راحت وسکون اور بامِ عروج کی تحصیل کے ساتھ ساتھ دار بقاء کے دائمی نقصانات و تکالیف سے مامون وبچنے کے طریقوں راہنمائی کرتی ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ کی منور روشنی اور عالمگیر تعلیمات کے ذریعہ ہمیں بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں بسنے والے انسان ایک دوسرے کے لئے محتاج ہیں۔ ہر ایک کسی اعتبار سے کہیں مطلوب، کہیں طالب ہے۔ لہذا انسان باہمی تعاون سے یہ اپنے اپنے رشتوں کو دوام بخشنے کے لئے خلا کو بھرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جہاں مرد کو معاشی کفالت کا ذمہ دار بنایا، گھر کا سربراہ قرار دیا وہاں ایک عورت کو اسی گھر کی ملکہ قرار دیا اور اس کی تمام تر معاشی کفالت مرد کے کندھوں پر عائد کردی، محسن انسانیت ﷺ نے نہ صرف خواتین کی معاشی کفالت کے لئے ہدایت فرمائی بلکہ اس پر عمل کرنے والے شخص کو جنت میں اپنا رفیق قرار دیا ہے، بہن بیٹی، بیوی، ماں، یتیم بچیاں، الغرض معاشرے کی ہر ضرورت مند خاتون کی معاشی کفالت کو اہل معاشرہ کی ذمہ داری قرار دیا ہے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے اسلامی معاشرے اور شریعت اسلامیہ میں عوت کی معاشی کفالت یہ الفاظ دیگر نان نفقے کی ذمہ داری بہ حیثیت باپ، بھائی، بیٹے، شوہر، ہر حیثیت میں مرد پر عائد کر کے عورت کو معاشی تگ و دو اور معاشی ذمہ داریوں سے پوری طرح آزاد قرار دے کر عورت کو عزت کا عظمت کا تاج پہنایا۔ اسے گھر کی ملکہ قرار دیتے ہوئے باوقار مقام عطا فرمایا، اسلام کا فلسفہ اور شریعت اسلامی کا دستور یہ ہے کہ خواتین کی معاشی کفالت صرف اور صرف مرد کی ذمہ داری ہے، بصورت دیگر ریاست پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خواتین کی معاشی کفالت کی ضامن اور ذمہ دار ہو۔ اس اعتبار سے زن ہمارے معاشرے میں اپنی دیگر پہلوؤں کے وجہ سے بمنزلہ بنیادی وکلیدی اکائی کی ہے۔ تعلیماتِ اسلامی نے دائمی طور پر عورتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ عورتوں جن جن مسائل کا سامنا ہے، ان تمام مسائل و پسماندہ گی کا مکمل سدباب، عورتوں کو ان کا جائز معاشرتی منزل کا خواہاں ہے اس طرح ان کی قدر و منزلت ہی ہماری سوسائٹی کا انتہائی باریک و نازک موضوع ہے۔

اس سلسلے کے باب میں باریک لاابالی تصور کرنا ایک ناقابل معافی خسارے کا باعث بن جائے گا۔ درحقیقت آج کے انسانی زندگی میں "زن" کے حوالے سے اضافی معاشی میٹرز کی اہم وجہ عورت کے متعلق صحیح اور حقیقی تفکر کا فقدان ہے۔ تعلیماتِ اسلام کے رو سے عورت اعلیٰ اور پیکرِ عزت، وقار، عظمت کی وجوہ ہے جو اپنے آپ کو بلکہ پوری سوسائٹی کو نیکی، سعادتمندی اور باعثِ نیک نامی کے ہمراہ عظیم نیک بختی کے راستے پر استوار کر سکتی ہے۔ تعلیم اسلام کی روشن راہ کی نظر میں یہ زن ہی تو ہے جو بلاواسطہ اپنی سے بیوی کے شایانِ شان کردار اور بچوں کی صحیح تربیت کے ذریعے انسانیت کے مستقبل کی سمت کے تعین میں سنگ میل ثابت ہو سکتی ہے۔ اسلام نے خواتین کی معاشی کفالت کے لئے رہنما اُصول مقرر کئے ہیں جو بلاشبہ مثالی انسانی معاشرے کے قیام کے ساتھ ساتھ بہترین خاندانی نظام کے قیام کا مؤثر ذریعہ بھی ہیں، وقت کا تقاضا اس بات کا ہے، کہ خواتین کی معاشی کفالت کے حوالے سے اسلام کے ان سنہری اصولوں اور معتدل و متوازن تعلیمات پر مخلصانہ بیناد پر عمل کیا جائے۔ بلاشبہ یہ مثالی تعلیمات ہی ایک معتدل اور متوازی معاشرے کی بنیاد اور مثالی عائلی نظام کی اساس ہیں۔

حوالہ جات

[1] فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز کراچی، ص ۱۰۱۷،

Feroz udin ,FerozulLugat (Dictionary)Feroz Sons Karachi Page 1017

[2] القرآن، سورۂ آل عمران آیت ۳۷

Al-Quraan ,Ale Imran .37

[3] القرآن سورۂ آل عمران آیت ۴۴

Al-Quraan ,Ale Imran .44

[4] ایضاً حوالہ سابقہ ص ۲۸۱

Ibid Page 281

[5] طاہر القادری ڈاکٹر، اسلام اور کفالت عامہ، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، ص ۱۲

Tahir ul Qadri Dr,Islam and kafalatAamah,MinhajulQuraan ,publications ,Lahore ,12

[6] عمران الحق مفتی، کتاب الکفالہ والنفقات، دار الاشاعت کراچی، ص ۴۲

ImraanulHaqMufti ,Kitabalkafalahwaalnafqat ,DarulAshaat Karachi,42

[7] القرآن، سورۃ القارعہ آیت نمبر ۸

Al-Quraan ,al-qariyah :8

[8] راغب اصفہانی، مفردات القرآن، الناشر: دار القلم، ص ۵۹۶

RagibAsfahani ,MufridaatulQuraan ,alnashir ,Darul Qalam ,596

[9] طاہر القادری ڈاکٹر، اقتصادیات اسلام، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، ص ۴۷

Tahir ul Qadri Dr,Iqtasadiyat Islam ,MinahajulQuraan Publications Lahore ,47

[10] ابن منظور، لسان العرب، بیروت دار صادر، جلد ۶، ص ۳۲۱

IbneManzoor ,LisaanUl Arab ,Beirut DarulSader ,Volume 6,page 321

[11] ایک برطانوی ماہر معاشیات اور لبرل سیاستدان تھے جو ترقی پسند اور معاشرتی مصلح تھے۔ ان کی ۱۹۴۲ کی رپورٹ سوشل انشورنس اور ایلیڈ سروسز (جسے بیورج رپورٹ کے نام سے جانا جاتا ہے)

He was a Birtish economist and Libral Politician who was a progressive and social reformer. His 1942 report on Social Insurance and Allied Services (Known as the Beveridge Report)

[12] القرآن، سورۃ الحشر آیت نمبر ۷

Al –Quraan ,AlHashar .7

[13] القرآن، سورۃ البقرہ ۲۶۱

Al-Quraan ,Al Baqarah ,261

[14] القرآن، سورۃ البقرہ ۲۶۲

Al-Quraan ,Al Baqarah ,262

[15] القرآن، سورۃ البقرہ ۲۶۷

Al-Quraan ,Al Baqarah ,267

[16] القرآن، سورۃ البقرہ ۱۷۷

Al-Quraan ,Al Baqarah ,177

[17] القرآن، سورۃ الروم ۳۰

Al-Quraan ,Al Roam 30

[18] القرآن، سورۃ البقرہ ۲۳۳

Al –Quraan ,Al-Baqarah 233

[19] القرآن، سورۃ النساء:۳۴

Al –Quraan ,AlNisa 34

[20] آلوسی، محمود شکری، "بلوغ الادب فی احوال العرب"، اردو ترجمہ، اردو بورڈ، لاہور، ۱۹۶۷، ص ۵۳۶، جلد ۳

Aalosi ,MehmoodShakri,BaloghulAdab fi Ahwalul Arab .Urdu Translation ,Urdu Bored.Lahore ,1967,Page 536,voleum 3

[21] القرآن، سورۃ النحل ۵۸

Al-Quraan ,Al-Nahal 58

[22] محمد بن عیسی ترمذی، جامع الترمذی، الناشر: دار الغرب الإسلامي- بيروت، جلد ۳ ص ۳۸۴، حدیث نمبر ۱۹۱۶،

Muhammad Isa Tirmizi ,Jamia Tirmizi ,al nashir :Darulgurub e alislami ,Beirut ,Voleum 3,page 384,Hadith No :1916

[23] ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابن ابی داود، الناشر: المكتبة العصرية، - بيروت، جلد ۴ ص ۳۳۸، رقم الحدیث ۵۱۴۷

Abu Suliman bin Ashas ,Sunanibne Abi Dawood ,Al-Nashir :al Maktabatul al Asriyah ,Beirut ,Voliuom 4,page 338,Hadith No :5147

[24] امام احمد بن حنبل، مسند احمد، الناشر: مؤسسة الرسالة، جلد ۱۴، ص ۱۴۸، رقم الحدیث ۸۴۲۵

Imam Ahmed Bin Hanbal ,Masnad Ahmed ,al nashir ,Mosisatul al Risalah ,V:14.148,Hadith No:8425

[25] محمد بن عیسیؒ، جامع الترمذی، الناشر: دار الغرب الإسلامي- بيروت، جلد ۳ ص ۳۸۳، رقم الحدیث ۱۹۱۳

Ibid ,V: 3,page 383,Hadith No :1913

[26] احمد بن الحسین بن علیؒ، شعب الایمان، الناشر: مكتبة الرشد، جلد ۱۱، ص ۱۴۱، رقم الحدیث ۸۳۰۷

Ahmed bin alHussain bin Ali ,Shubaliman ,Alnashir ,MaktabutulalRushed ,V:11,141,Hadith No:8307

[27] القرآن، سورۃ البقرہ: ۲۲۸

Al-Quraan ,Albaqarah :228

[28] امین احسن اصلاحی، پاکستانی عورت دوراہے پر، انجمن خدام القرآن لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۱۵۶

Amin Ahsan Islahi ,PakistaniOratDorahe par ,AnjumanKhudamulquraan ,Lahore ,1978,156

[29] ڈاکٹر شاہدہ پروین، بیوی کی معاشی کفالت اور اس کی مختلف جہتیں، القلم جون ۲۰۱۲، ص ۲۰۵

Dr. Shahida Parveen ,Bivi ki Maashikafalat or uskiMukhtalkifJahaten ,Al-Qalam june 2012,P:205

[30] امام احمد بن حنبلؒ، مسند احمد، الناشر: مؤسسة الرسالة، جلد ۳۳، ص ۲۲۶، رقم الحدیث ۲۰۰۲۳

Imam Ahmed Bin Hanbel ,Masnad Ahmed ,Alnashir ,moisatulRisalah ,V:33,226,Hadith No:20023

[31] مسلم بن الحجاج القشیریؒ، صحیح مسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي– بیروت، جلد ۲، ص ۸۸۶، رقم الحدیث ۱۲۱۸

Muslim bin alHajajulQusheeri ,Sahih Muslim ,Al Nashir ,Dar e Ahya Alturas ul Arabi ,Beirut ,V:2,page :886.Hadith No:1218

[32] شیخ زین الدین بن نجیمؒ، البحر الرائق، مکتبہ رشیدیہ، ص ۱۸۳ جلد ۴

Shaikh Zain ulddin bin Najeem ,AlbaherulRaiq,MaktabahRashediyah ,Page No:183,Voleum :4

[33] عبد الرحمان الجزیریؒ، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، بیروت دار الفکر للطباعہ النشر، جلد ۴، ص ۵۵۳

Abdul Rehman Aljazeri ,kitabulfiqahalulmazahibulArbah ,Beirut ,DarulFikerliltabahunnashar ,volume:4,page:553

[34] الدر المختار مع الشامي جلد ۵، ص ۲۸۱، ۲۸۲

Aldurul Mukhtar maa Alshami ,volum:5,Page 281,282

[35] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، علاء الدین، "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع"، "دار الكتب العلمية" بیروت، جلد ۴، ص ۲۳

Alkasani ,Abu Baker bin Masood ,Ala u ddin ,BadayaulSanaya fi Tarteebulsharaya ,DarulKutubulilmiyah ,Beirut ,volume :4,page:23

[36] القشیریؒ، امام مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، دار إحياء التراث العربي– بیروت، جلد ۳، ص ۱۳۳۸، رقم الحدیث ۱۷۱۴

Alqusheri ,Imam Muslim bin Al Hajaj ,AljamiaalMuslim ,Dare aihyaulturasularabi ,Beirut ,volum :3,page 1338,Hadith No : 1714

[37] محمد بن اسماعیلؒ، صحیح البخاری، الناشر: دار طرق النجاة، جلد ۲، ص ۸۱، رقم الحدیث ۱۲۹۵،

Muhammad bin Ismail ,SahihAlBukhari ,Al-Nashir ,DarulTuraqalnajat ,Volum :2,page 81,Hadith No:1295

[۳۸] محمد بن اسماعیلؒ، صحیح البخاری، الناشر: دار طرق النجاۃ، جلد ۲، ص ۱۱۲، رقم الحدیث ۱۴۲۶

Muhammad bin Ismail ,SahihAlBukhari ,Al-Nashir ,DarulTuraqalnajat ,Volum :2,page112,Hadith No:1426

[۳۹] القرآن، سورۃ النور آیت ۳۲

Al-Quraan ,Sorah Al Noor:32

[۴۰] سید ابو الاعلیٰ مولانا مودودیؒ، تفسیر تفہیم القرآن، سورۃ النور آیت ۳۲

Syed Abu AlalaModoodi ,TafseerTafheemulQuraan ,Sorah Noor,32

[۴۱] سلیمان بن احمد الطبرانیؒ، المعجم الکبیر، الناشر: المکتب الإسلامی، جلد ۲۲، ص ۳۸۵ حدیث ۹۵۹

Sulaiman bin Ahmed altabrani ,almujaumalkabeer ,alnashir ,Almaktabalislami ,volum 22,page 385,Hadith No 959

[۴۲] مسلم بن الحجاج القشیریؒ، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربي-بیروت، جلد ۴، ص ۲۸۷، حدیث نمبر ۲۹۸۳

Alqusheri ,Imam Muslim bin Al Hajaj ,AljamiaalMuslim ,Dare aihyaulturasularabi ,Beirut ,volum :4,page 287,Hadith No :2983

[۴۳] جعفر حسین، ہندوستانی سماجیات، ص ۶۷

JaferHussain ,Hindustanisamajiyat ,Page 67

[۴۴] عبد الوہاب ظہوری، اسلام کا نظام حیات، مطبوعہ لاہور، ص ۱۷۴

Abdul Wahab Zahori ,Islam ka Nizam e Hayat ,Matboua Lahore ,page 174

[۴۵] گستاؤلی بان / تمدن عرب، مترجم: سید علی بلگرامی، مطبع مفید عام، آگرہ انڈیا، ۱۸۹۶ء، ص ۲۷۳

GustaoliBan ,Tamadun Arab ,translate ,Syed Ali Bilgarami ,Agirah India 1896,Page 273

[۴۶] راما کرشنا راؤ، اسلام کے پیغمبر محمد ﷺ، کریسنٹ پبلشنگ دہلی، ص ۹

Rama Krishna Rao ,Islam k Pegaber Muhammad SAW, Crescent Publishing Dahli ,Page 9

[۴۷] بحوالہ: فاران، کراچی، سیرت نمبر، جنوری ۱۹۵۶ء

Faran ,Karachi ,Seerat Number ,January 1956

[48] جان بیگٹ، جنرل گلپ پاشا، "محمد رسول اللہ ﷺ"، سٹیزن پبلیشرز کراچی، ۳۱۰، بہ حوالہ حافظ محمد ثانی، ڈاکٹر، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ۴۱۲، دار الاشاعت ۱۹۹۹ء

Jan Begat ,journalGilip Pasha ,Muhammad Rasool Allah Citizen Publishers Karachi ,Reference Hafiz Muhammad Sani ,Dr,MuhsineInsaniyat or InsaniHaqoq,page 412,Darul

[49] ثانی، حافظ محمد، ڈاکٹر، "محسن انسانیت اور انسانی حقوق"، ص ۴۱۲، دار الاشاعت ۱۹۹۹ء

Sani,Hafiz Muhammad,Dr,Muhsin e Insaniyat aur Insani Huqooq,1999,Dalrul Ishat,p:412